ڈاکٹر محمد ریاض کے

# تصوّف وفتوّت کی دو کتابوں کا تعارف

## ۱۔ خلاصہ شرح تعرف

التعرّف بزبانِ عربی تصوفِ اسلامی کے بارے میں متوسط ضخامت کی حامل ایک کتاب ہے اس قدیم کتاب کا پورا نام "التعرف لمذہب اہل التصوف" ہے اور اس کے مصنف شیخ ابوبکر محمد بن اسحاق کالاباذی بخارائی (وفات ۳۸۰ھ) ہیں۔ مصنف کے ایک شاگرد شیخ ابوابراہیم اسمٰعیل بن محمد بخارائی (د ۴۳۴ھ) نے اس کتاب کی شرح فارسی میں لکھی جو چار ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے یہ شرح ۱۳۲۸ھ میں مطبع نولکشور میں طبع ہوئی تھی۔ کوئی بیس برس قبل شرح کی ایک جلد کو ڈاکٹر حسن منوچہر نے تہران سے بھی طبع کروایا تھا۔ کتاب کا اصل عربی متن ۱۹۳۳ء میں قاہرہ سے شائع ہوا اور ۱۳۸۰ھ میں اس کی تجدید اشاعت ہوئی اس کے مدون اور مرتب معروف مستشرق ڈاکٹر آرتھر جون آربری (د ۱۹۶۹ء) تھے۔ ۱۳۹۱ھ میں اس متن کا اردو ترجمہ اسلامک بک فاؤنڈیشن نے شائع کیا۔ مترجم ڈاکٹر پیر محمد حسن ہیں۔

التعرف، تصوف کی اقدم اور اہم کتاب ہے۔ صوفیہ نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر تعرف نہ ہوتی تو تصوف متعارف نہ ہوتا۔ یہ بات مبالغہ آمیز سہی کیونکہ شیخ کے عصر میں اور بھی معروف کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جیسے شیخ ابونصر سراج (د ۳۷۸ھ) کی "اللمع فی التصوف" اور شیخ ابوطالب مکی (د ۳۸۶ھ) قوت القلوب، تاہم التعرف اور اس کی شرح نے یقیناً تصوف کے توسعہ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

التعرف کے ۷۵ باب ہیں۔ شارح نے ان مختصرات کو مطولات بنایا ہے۔ چند صدی بعد کسی کو خیال آیا کہ کتاب التعرف کا بزبان فارسی خلاصہ لکھے۔ خلاصہ نگار کے پاس عربی متن اور فارسی شرح دونوں تھے۔ اس

خلاصے کا واحد ۔ بظاہر منحصر بالفرد مخطوطہ، مغربی جرمنی کی تونیگن یونیورسٹی کے کتب خانے میں موجود ہے ۔ مصنف نامعلوم ملے مگر کتاب کا سالِ تالیف (۱۰۷ھ / ۱۲۱۰ء) ہے جبکہ مخطوطہ ۷۱۳ھ میں لکھا گیا ۔ اس مخطوطے کی مدد سے ڈاکٹر احمد علی رجائی بخارائی مرحوم نے ۱۹۶۰ء میں خلاصہ شرح تعرف عنوان کی کتاب تہران سے شائع کروائی ۔ ڈاکٹر رجائی مرحوم مشہد اور تہران یونیورسٹیوں کے پروفیسر رہے ہیں انھوں نے کئی کتابیں لکھیں اور تحقیقی مقالے نشر کروائے ان میں ذیل کے عنوانات کے چار مقالے علامہ اقبال کے بارے میں بھی ہیں:

۱۔ اقبال کا فنِ شعر ۲۔ اقبال کا تصورِ خودی

۳۔ اقبال کا جاوید نامہ ۴۔ مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ مشرق

مرتب نے خلاصہ شرح تعرف کو ضروری توضیحات اور حواشی و فہارس سے مزین کیا ہے ۔ خلاصے میں بھی ۷۵ ابواب کا ایک ذوقی انتخاب ملتا ہے ۔ ملخص نگار نے کوشش کی ہے کہ ضروری باتیں مستخرج کردے ۔ مقدمے میں وہ یہ وضاحت کرتا ہے کہ اس نے اصل کتاب 'تعرف' پر اس کی شرح سے زیادہ توجہ مبذول رکھی ہے ۔ یہ خلاصہ اصل کتاب پر مبنی ہے گو شرح تعرف کے بعض اہم نکات بھی اس نے اپنی تلخیص میں لئے ہیں ۔ شارحِ 'التعرف' کی مانند اس کتاب کا خلاصہ نگار بھی فارسی کے علاوہ عربی عبارات میں لکھ دیتا ہے جو کبھی یکساں مطلب کی ہوتی ہیں مثلاً وہ لکھتا ہے:

"ایں مجموعہ از کتاب شرحِ 'تعرف' بیروں آوردیم، سبب آنکہ شرحِ 'تعرف' با وجود آنکہ کتابے نفیس بود بسیار فائدہ، اما چوں مطول بود و مبسوط، خوانندگان را بر تمامتِ آں محیط شدن و خواندن مشکل می آمد و آمد و فائدہ آں دشوار حاصل می شد، امن بے کردہ شد بر آں طریق کہ آنچہ اصل کتاب تعرف است، تمامت بہ پارسی دریں مجموعہ جمع کردہ شد و از 'شرح تعرف' آں مقدار کہ ضرورت بود و مقصود آں مطولات بود و معنی تمامت شرح تعرف با مطالعہ آں مفہوم می شد، دریں کتاب آمدہ شد"

اس سے معلوم ہوا کہ یہ خلاصہ اصل کتاب 'تعرف' کا ترجمہ ہے جس میں شرح تعرف کے ضروری نکات بھی شامل کئے گئے ہیں ۔ خلاصے کے آغاز میں خلاصہ نگار نے بزبان عربی لکھا ہے کہ:

"اما بعد ھذا کتاب استخرجہ وانتخبہ من شرح التعرف لمذھب التصوف منفعة الاستاذ الامام ابوابراھیم اسمٰعیل بن محمد البخاری رحمة اللہ علیہ وصاحب الاصل التعرف الشیخ العالم الفاضل صاحب الکشف والحقائق والاشارات

والد قائق ابوبکر محمد بن اسحاق الکلاباذی رحمۃ اللہ علیہ"

اس تعارف سے واضح ہے کہ خلاصہ زیر بحث اصلی کتاب اور اس کی شرح دونوں کا اچھا عرف ہے محض اس خلاصے سے استفادہ کرنے والا کتاب اور اس کی شرح کے کلی مطالب سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر بخارائی مرحوم نے خلاصہ شرح تعرف، کو بنیاد فرہنگ ایران، تہران کے توسط سے شائع کروایا کتاب کے ۵۸۰ صفحات ہیں کتاب کے آخر اعلام و احادیث کی فہرست ہے (ص ۵۶۳ تا ۵۸۰)۔

## مطالب پر ایک نظر

بعض ابواب کے مطالب طویل تر ہیں اور بعض کے مختصر، راقم مشتے از خروارے کے طور پر دو مختصر ابواب کا ترجمہ پیش کئے دیتا ہے۔

## باب ہفتم، معراج رسول، صوفیا کی نظر میں

صوفیاء اس باب کے قائل ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، شب معراج بیداری کی حالت اور بدن کی معیت میں آسمان ہفتم اور ان مقامات تک تشریف لے گئے تھے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی آمد کے لئے مخصوص فرمائے تھے۔ صوفیاء رویا و خواب کے قائل ہیں ان کے خیال میں سچے خواب کی بشارتیں اور پیش بینیاں قابل تصدیق ہیں۔

روایات میں ہے کہ اوطربائیل نام کا ایک فرشتہ لوح محفوظ کے ایک گوشے میں متمکن ہے۔ وہ انسانوں کو ملنے والی نعمتیں بذریعہ خواب دکھاتا رہتا ہے۔ ان کی زلیست کا اہتمام بھی وہی کرتا ہے تا آنکہ اذا جاء اجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون (۱) کے بموجب وہ سب ملک عدم کے راہی بنتے ہیں۔

## باب سی وسوم، اقسام قلوب وخواطر

بعض صوفیہ و مشائخ نے لکھا ہے کہ خاطر و دل چار قسم کے ہوتے ہیں ایک دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کا حامل بنایا، دوسرے کو فرشتہ صفت کیا مگر تیسرا دل پر ہوس ہے اور چوتھا شیطانی قلب رحمانی اپنے حامل کو بیدار اور فعال رکھتا ہے۔ ملکی اور متقی دل کو اطاعت و بندگی کی توجہ لاحق رہتی ہے ہوس والے دل کو شیاطینی خواطر حرص و شہوت اور گناہ و معصیت میں لذت ملتی ہے۔ مصنف کتاب التعرف، نے لکھا ہے کہ رحمانی قلوب انوار توحید کو قبول کرتے ہیں اور تجلیات معرفت سے مستفید ہوتے ہیں۔

منکی خواطرہ کا بھی یہی حال ہے وہ نورِ ایمان کی مدد سے ہوس و شہوت کے عقبات بھانپ لیتے ہیں اور دیگر دینی امور کا مقابلہ کرتے ہیں۔ دوسرے قلوب کے امور و افعال واضح ہوتے ہیں۔

کتاب التعرف۔ اس کی شرح اور دن اس ضمن میں قابل توجہ ہیں کہ ان میں ہر ایک باب اس خاص موضوع سے متعلق ہے جس کا عنوان دیا گیا ہے۔ ہم نے دو مختصر ترین باب متعارف کئے، دوسرا، تیسرا اور چوتھا باب اسی طرح مختصر ہے مگر بقیہ ابواب اوسطاً دو سے دس صفحات پر مشتمل ہیں۔ دوسرے باب میں قدیم صوفیاء کے اسماء ہیں۔ تیسرے حصے میں عالم اور مصنف کا ذکر ہے چوتھے باب میں اہل معاملہ صوفیا کا ذکر ہے اہل معاملہ یعنی محنت سے کسب کمال کرنے والے۔ اس سلسلے میں ایک اقتباس کا ترجمہ کرتے ہوئے ہم خلاصہ شرح تعرف کا تعارف ختم کئے دیتے ہیں۔

"ان چند صوفیہ و مشائخ کے اسمائے گرامی جو اہل معاملہ رہے ہیں، ابو محمد عبداللہ الاکی، حارث محاسبی یحییٰ معاذ رازی۔ ابو عثمان سعید بن اسمعیل رازی، ابوبکر وراق ترمذی، محمد بن علی ترمذی، محمد فضل بلخی، ابو علی جرجانی، اسحاق بن محمد حکیم سمرقندی۔ یہ افراد اپنے علم و فضل کی بنا پر مشہور و معروف ہیں انھوں نے محنت سے میراث علمی کا اکتساب کیا ہے۔ انہوں نے احادیث نبوی لوگوں سے سنیں اور جمع کیں اور فقہ و علم کلام، لغت اور قرآن مجید کے بارے میں ان کی تصانیف ان کی محنت اور علم و فضل پر شاہد ہیں۔ متاخر اہل علم ان کی تصانیف سے مستفید ہوئے۔ یہ محض چند نام تھے۔ ان کے دیگر متبع حضرات کو متعارف کرنے کی ضرورت ہے ان اہل معاملہ صوفیہ میں سے اکثر کی تصانیف اب ناپید ہیں۔ حضرت حارث محاسبی کی البتہ دو کتابیں میں نے دیکھی ہیں اور پڑھی ہیں"۔ (ترجمہ)

## ۲۔ باب فتوت، زبدۃ الطریق الی اللہ میں

تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے اور مرکز اسناد میں، زبدۃ الطریق الی اللہ نام کی ایک قلمی کتاب ہے جو ۸۰۵ھ میں تالیف ہوئی اور اس کا یہ مخطوطہ ۸۴۴ھ کا کتابت شدہ ہے مولف کا نام درویش علی بن یوسف کرکری ہے جن کی دوسری کتب شرح لمعات اور محکی العاشقین بھی بعض نہارسٹ میں مذکور ہیں تاہم اس مؤلف کے احوالِ زندگی فی الحال دستیاب نہیں "زبدۃ الطریق الی اللہ" کا باب ششم "فتوت" کے بارے میں ہے ذیل کی سطور اس باب کے ترجمے پر مشتمل ہیں۔

# فتوت (جوانمردی) کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے (جوانمردوں کے بارے میں) فرمایا ہے "انهم فتیة آمنوا بربهم" فتوت جوانمردی ہے اور جوانمرد وہ ہے جو دنیا کو دنیا والوں کے لئے اور آخرت، آخرت خواہوں کے لئے واگزار کرے اور خود کمر بندگی ایسے باندھے کہ آیہ منقولہ کا مصداق بنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "رجال صدقوا ما عاهدوا الله علیه" یہ جوانمرد کو دنیا میں جو ملے۔ اسے امانت جانتا ہے اور اسے جب مستحق کو پہنچائے تو خود احسان پذیر ہوتا ہے لوگوں کے پہنچنے والی اذیتوں کو وہ اپنا حق جانتا ہے زحمت کو تحمل کرلیتا ہے۔ اس کی تسبیح روح یہی زحمت کشی ہے کہ، اسے ہولائے نفس تمنا ہے کہ تو میرا پیچھا چھوڑ دے، اسے راہ حق کے مالک جان لے کہ اس دنیا کے محبوب امور جوانمردی وفتوت ہیں یہ ایک نام مجموعہ خیرات ہے فتوت دار وہ ہے جس کا قول و فعل دونوں موصوف و لپسندیدہ ہوں۔

شیخ ذوالنون (مصری) قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا: اہل فتوت وہ ہے جو ترک آرزو کر چکے ہوں اسے جو پیش آئے، وہ اسی کو اپنی آرزو بنالیتا ہے۔ وہ بھوک، پیاس، فقر و غریبی اور مخلوق کے لئے سوائے کا شاکی نہیں ہوتا وہ خوف دوزخ یا راحت جنت کا طلب سے عبادت نہیں کرتا جوانمرد کہتے ہیں کہ ضی شمع کی طرح ہے جو خود جلتی ہے اور محفل افروزی کرتی ہے۔

جوانمردی کے سردار حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے انہوں نے ایک دن عبدالرحمٰن ملجم سے کہا: کیا تم میرے قاتل ہو؟ بولا: جی ہاں، امیرالمومنین۔ مجھے مار ڈالیں تاکہ میں اس کام کا پھر ارتکاب کرسکوں، فرمایا: ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جرم کے بعد معاف کرتے ہیں نہ یہ کہ گناہ (کا نتیجہ) نمایاں ہونے سے قبل سزا دیں، حضرت موصوف نے فرمایا: جوانمرد وہ ہے جس میں چھپے اوصاف و خصائل ہوں، اقتدار کے باوجود خاکساری برتے، مصیبت میں صبر کرے کسی پر احسان دھرے بغیر سخاوت کرے، طاقت کے باوجود (مخالف کو) معاف کرے اور نصیحت خلوت و تنہائی میں کرے۔

جان لو کہ وفا سے مراد بندگی کا عہد نباہنا ہے سب جانتے ہیں کہ سب مخلوق سے برتر اور ان کے سردار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو بھی عبد و بندہ کہا گیا ہے: الحمد لله الذی انزل علیٰ عبده الکتاب ؎ اگر عبد سے زیادہ کوئی محترم لفظ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو اسی سے خطاب فرماتا البتہ اکثر انسان عبودیت و بندگی کی راہ سے روگرداں ہو چکے اور خدائی کا دعویٰ کرنے لگے ہیں یہ بات شاذ ہی دکھائی

دیتی ہے کہ کسی کا فعل اس کے مطابق ہو۔

کہتے ہیں کہ کوئی ایک بندہ (غلام) خریدنے لگا۔ اس سے پوچھا کہ تیری خصلتیں کیا کیا ہیں؟ بولا: ایک خصلت یہ ہے کہ سب عالم میری ملکیت بن جائے، تو بھی مجھے یہ خیال ہوگا کہ آپ کا غلام و بندہ ہوں اور آپ میرے مالک ہیں میں اب اپنی بندگی نہ بھولوں گا؟ شعر

من نیفتم در غلط تا زنده ام نه انکه دانم دائماً من بنده ام

اے سالکِ راہ جان لے کہ بندے میں جب تکبر اور غرور پیدا ہو تو وہ بندگی چھوڑ دیتا ہے، فرعون کی طرح خدائی کا دعویٰ شروع کر دیتا ہے اور اپنے مالک کا نافرمان ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کو غرور کرنے والے پسند نہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین۔ اللہ تعالیٰ کو جو پسند نہیں اس کا ٹھکانہ بے شک دوزخ ہی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الکبر، (جس کے دل میں رائی کے برابر غرور ہو، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا) مغرور اللہ کی مخلوق کو ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے (وہ) مور کی طرح ہے کہ جب وہ اپنی اور دوسرے پرندوں کی حالت دیکھتا ہے تو اس میں کبر و غرور پیدا ہوتا ہے۔ اسے غرورِ حسن لاحق ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ جیسا اور کون ہے؟ وہ اترا رہا ہوتا ہے تو اس کی نظر پاؤں پر پڑتی ہے اسے اپنا نقص نظر آتا ہے تو جلوہ آرائی جاتی رہتی ہے اور خاکسار بن جاتا ہے متکبر و مغرور شخص دیدہ عقل سے دیکھے تو وہ جان لے گا کہ جس چیز نے فرعون، ہامان، اور قارون سے وفاداری نہ کی وہ اس سے بھی وفا نہ کرے گی۔ جب سیلابِ موت آپہنچے گا تو اس کی وہ حالت ہوگی کہ دشمن کو اس پر ترس آئے گا۔ وہ دیدۂ بینا والا ہو تو کبر و غرور کا ازالہ کرے گا اور وہ جان لے گا کہ جباری، خدا تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے۔

بندے کی صفت اور خصلت مسکینی و خاکساری ہے، مخلوقات میں سب سے برتر اور ان کے سردارؐ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے کہ "اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین" (خدایا مجھے مسکین زندہ رکھ اور مجھے بطور مسکین موت دے اور میرا حشر گروہ مساکین میں فرما)۔

اے راہِ حق کے سالک، تیرا کام بندہ بن کر رہنا مجھے چاہیئے کہ مکارم اخلاق تصاحب کرنے کی سعی کرے اخلاق حمیدہ میں اولیت اس بات کی ہے کہ تو خدائے تعالیٰ کے حکم کا احترام کرے۔ دوسرے یہ کہ

اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرے اور مخلوق کے ہاتھوں تجھے جو اذیت پہنچے، اس پر صبر کرے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں نے جفائیں دیں مگر آپ نے انہیں بددعائیں بھی نہ دیں۔ قرآن مجید میں ان کے اخلاقِ حمیدہ کا ذکر ہوا ہے کہ وانک لعلیٰ خلق عظیم۔ ۱۵

اخلاق میں ایک خصلت تواضع کی بھی ہے اس کی اعلیٰ ترین صورت یہ ہے کہ تو جملہ مخلوقِ خدا سے خاکساری برتے اور ہر کسی سے اپنے آپ کو فروتر جانے۔ دیگر اخلاق، قوتِ برداشت اور تحمل ہے۔ تحمل یہ ہے تو برائی کا بدلہ برائی سے نہ دے۔ پھر ایثار ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ جو کوئی کسی چیز کا اپنے آپ کو مالک جانے وہ ایثار، کر ہی نہیں سکتا پھر 'اخلاص' کا عمل ہے اخلاص یہ ہے آدمی کا قول و فعل خلوت و جلوت میں یکساں ہو پھر 'احسان' جس کی بابت شیخ حسن بصری قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا، اہلِ احسان مخلوقِ خدا کے لئے سورج کی طرح چمکتے ہیں کہ سب ان کی روشنی سے مستفید ہوں، ایک اور شانِ اخلاق 'ترک تکلف' کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا 'انا واتقیاء امتی براۃ من التکلف' (یعنی میں اور امت کے متقی لوگ تکلف سے بری اور بیزار ہیں)۔

ایک اور خصلت 'ادب' کی ہے، ادب دونوں کا ہے۔ ایک نوع کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کے احکام و امور پر اعتراض نہ کرے، فرمانِ باری ہے: 'لا یسأل عما یفعل وھم یسألون' ادب یہ ہے کہ تو سب امور میں اس کا کمال دیکھے اور شرع (کی بجاآوری) میں سرمو تجاوز نہ کرے اور جو اس کی درگاہِ عالی سے نسبت کے شایاں ہو۔ اسے تو اپنے نفس سے نسبت دے، مخلوق کے آداب یہ ہیں کہ تو جس کو اپنے لئے پسند کرے۔ اسے کسی مسلمان و مومن کے لئے پسند نہ کرے اور مسلمانوں کے ساتھ تیرا سلوک خلا و ملا میں یکساں ہو۔

اے راہِ حق کے سالک! تیرا کام ہے کہ علم و دانش سے لوگوں کے ساتھ زندگی گزارے، دوسروں کے مال سے امید منقطع رکھ مگر اپنا مال انہیں بے دریغ دے۔ اپنی خواہش کو مقصود خدا میں منسلک کر اور باری تعالیٰ کے حضور سرِ افتخار خم رکھ۔ جو قضا تجھ پر صادر ہو، اسے تو اپنا مقصود جان اپنی تسبیح جاں اس قولِ حق کو بنائے رکھ کہ 'حسبنا اللہ ونعم الوکیل' ۱۶ شعر

اختیارے نیست ما را گر تو میگوئی کہ ہست

ما بدستِ یار دادیم اختیارِ خویش را (سعدیؒ)

بقیہ: صفحہ ۴۰ پر دیکھیں